

امریکہ.....سفاک اور بے وفادار دوست

محمد عاصم حفیظ

ایبٹ آباد آپریشن کے بعد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں سب سے زیادہ قربانیاں دینے والا ہمارا ملک عالمی کٹہرے میں ہے۔ امریکہ نواز اور چندڑا لروں کی خاطر تیار بیٹھے ایجنٹ حکمران بھی امریکی تنقید کی زد میں ہیں۔ ہمارے سابقہ اور موجودہ حکمرانوں نے دہشت گردی کے خلاف اس نام نہاد جنگ میں بہت سے ایسے افراد اور گروپس کو جن کی پاکستان کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں تھی، ان کے خلاف بھی امریکی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے بھرپور کارروائیاں کر کے انہیں بلاوجہ اپنا دشمن بنا لیا گیا اور اپنے ہاتھوں اپنے گھر کے امن و سکون کو غارت کر لیا۔ لیکن اس ساری ریاضت کے باوجود انکل سام ویسے کا ویسا ہی غضبناک ہے۔ اور افغانستان کا غصہ پاکستان پر نکالنے کی باتیں اب مزید واضح طور پر کی جا رہی ہیں۔ امریکی دوستی کی خاطر عوامی خواہشات کا خون کرنے والے ہر حکمران کو امریکہ کی جانب سے آخر کار ایسے ہی رویے کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس نام نہاد سپر پاور نے دشمنوں سے کہیں بڑھ کر اپنے دوستوں کو نقصان پہنچایا ہے۔ امریکہ کی جانب سے مختلف ممالک کے حکمرانوں کے ساتھ گہری دوستی اور مفادات کے حصول کے بعد انہیں یکسر نظر انداز کر دینے کی کئی تاریخی مثالیں موجود ہیں۔ اگر آج امریکی توپوں کا رخ پاکستان کی جانب ہے تو تاریخ میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں کہ جب امریکہ نے قریبی دوست ممالک اور حکمرانوں کو دھوکہ دیا اور انہیں نشانِ عبرت بنا کر رکھ دیا۔ یہ حقیقت ہے کہ امریکہ کی دوستی اس کی دشمنی سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ امریکہ کے چہیتے حکمرانوں کی عوامی مقبولیت میں جیسے ہی ذرا سی کمی ہوتی ہے یا پھر انہیں شدید عوامی تنقید کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو واشنگٹن میں بیٹھے پالیسی ساز کسی نئے چہرے کی تلاش شروع کر دیتے ہیں۔ امریکہ نے کبھی بھی اپنے دوست حکمران کی دور افتادہ آخری ایام میں مدد نہیں کی بلکہ ایسے مناظر بھی دیکھے گئے کہ امریکی حمایت پر فخر کرنے والے اور امریکی خوشنودی کی خاطر اپنی عوام کی خواہشات کا گلا گھونٹنے والے حکمرانوں کو سیاسی پناہ تک دینے سے انکار کر دیا گیا۔ امریکہ ڈالروں کی بارش کر کے اور مختلف ڈراوے دے کر حکمرانوں کو دوست بناتا ہے۔ اگر کوئی سربراہ مملکت امریکی پالیسی پر عمل سے انکار کرتا نظر آئے تو اس کے خلاف محاذ شروع کر دیئے جاتے ہیں اور اس طرح دوست حکمرانوں کو بھی دباؤ میں رکھ کر من پسند مقاصد حاصل کئے جاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ امریکی ڈالر نے آج تک کسی قوم کی حالت نہیں بدلی بلکہ جیسے جیسے امریکی امداد بڑھنے کا چرچا ہوتا ہے اس ملک کے قرضوں کا انبار وسیع ہوتا جاتا ہے اور معاشی حالت بدترین۔ پاکستانی عوام کو تو ایسے حالات کا بخوبی اندازہ ہے۔ ملک میں کئی تحریکوں میں امریکی مداخلت کی باتیں اب راز نہیں رہیں جبکہ گزشتہ چند سالوں میں

ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“ ملتان

افکار

نکارا گوا کے باغی لیڈر اناس تاسو نے کئی سال امریکی خفیہ ایجنسیوں کے تعاون سے کمیونزم کے خلاف جنگ لڑی۔ جیسے ہی حکومت اس کی بغاوت پر قابو پانے میں کامیاب ہوئی اور اسے جان بچانے کے لئے فرار ہونا پڑا تو امریکی دوستوں نے بھی آنکھیں پھیر لیں۔ اناس تاسو کو بار بار ایپلوں کے باوجود کہیں سیاسی پناہ نہ مل سکی اور جنگوں پہاڑوں میں چھپتے چھپتے زندگی کی بازی ہار گیا۔ چلی کے بدنام زمانہ ڈکٹیٹر جنرل اگستو پنوشے کی کہانی بھی امریکی دوستی کے باعث ملنے والے دکھوں سے بھری پڑی ہے۔ اس ظالم شخص نے 17 برس تک عوامی خواہشات کا خون کیا۔ امریکی اشاروں پر مخالفت میں اٹھنے والی ہر تنظیم پر پابندی لگائی اور لاکھوں افراد قتل کر دیا گیا۔ جنرل پنوشے امریکی دوستی پر فخر کرتا تھا لیکن جیسے ہی عوامی دباؤ پر اسے اقتدار چھوڑنا پڑا تو امریکہ نے بھی آنکھیں پھیر لیں۔ جنرل پنوشے دولت کے انبار کے ساتھ لندن پہنچا لیکن اسے گرفتار کر کے دس سال نظر بند رکھنے کے بعد اسے سن 2000ء میں واپس چلی کے حوالے کر دیا گیا۔ جہاں وہ مقدمات کا سامنا کرتے کرتے ہارٹ ایک سے مر گیا۔ امریکہ نے اپنے اس اتحادی کے لئے تعزیتی پیغام تک جاری نہ کیا۔ فلپائن کے سابق حکمران فرڈی ہنڈ مارکس نے امریکی حمایت سے ہی حکومت حاصل کی اور اس کی پالیسیوں کا محافظ رہا۔ 1986ء میں اس کی حکومت گرا دی گئی تو ساتھ ہی امریکی دوستی کا قصہ تمام ہوا اور اسے ہونولولو میں ایک عام پناہ گزین کی طرح گزارا کرنا پڑا۔ انگولا کے جونا س سیومنی اور پانامہ کے جنرل نوریکا کا شمار بھی ان جنگبویڈروں میں ہوتا ہے جنہوں نے امریکہ کی جنگ لڑی لیکن ناکامی کی صورت میں انہیں یکسر بھلا دیا گیا۔ سابق صدر بش کی حکومت پاکستانی جنرل پرویز مشرف کی آمریت کی بھرپور حمایت کرتی رہی۔ اپوزیشن کے ساتھ سخت رویے کے باوجود انہیں ذاتی دوست کی حیثیت حاصل رہی۔ لیکن جیسے ہی پرویز مشرف سابق صدر ہوئے ہیں تو امریکی نمائندہ خصوصی رچرڈ ہالبروک کا کہنا تھا کہ وہ اب ماضی کا حصہ بن چکے ہیں اور انہیں سزا دینا پاکستان کا اندرونی معاملہ ہے۔ آج ہم اس موڑ پر کھڑے ہیں کہ جہاں ہمیں امریکی دوستی کی زنجیر کو باندھ رکھنے یا پھر ملکی خود مختاری اور سلامتی میں کسی ایک کا انتخاب کرنا ہے۔ ایبٹ آباد آپریشن نے ہمیں ایک بار پھر یہ سوچنے کا موقع فراہم کیا ہے دوستی اور مشترکہ مفادات کی بار بار رٹ لگانے والا امریکہ اپنے مفادات کی خاطر کس حد تک جاسکتا ہے۔ اگر تو ہماری قوم، ادارے، سیاستدان اور آنے والی نسل ہر ہر موڑ پر ذلت اور رسوائی برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتی ہے تو پھر ہمیں شور شرابے اور احتجاج کو ترک کر کے وائٹ ہاؤس سے آئیو الے احکامات پر مکمل تابعداری سے توجہ دینی ہوگی مختلف ممالک کے درجنوں حکمرانوں کے نشان عبرت بننے کے باوجود اب بھی بہت حکومت کرنے والے امریکی پالیسیوں پر چلنا پسند کرتے ہیں۔ عوامی مقبولیت کی بجائے قصر سفید کی غلامی پسند کرتے ہیں۔ ایسے حکمرانوں اور نام نہاد لیڈرز کو یاد رکھنا چاہیے کہ امریکی دوستی ہمیشہ تباہی کا پیغام ہی لاتا ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمیشہ ہی اقتدار کے مزے لوٹتے اور مقروض قوم کے خرچ پر دنیا گھومتے، وزارتوں کے مزے لوٹتے، سرکاری خرچ پر عیاشیاں کرتے، ٹیکسوں کی کمائی سے مہنگے ملبوسات خریدتے اور کرپشن کی دولت کو غیر ملکی بینکوں میں سنبھالنے حکمرانوں کو یہ بات اکثر سمجھ نہیں آیا کرتی۔